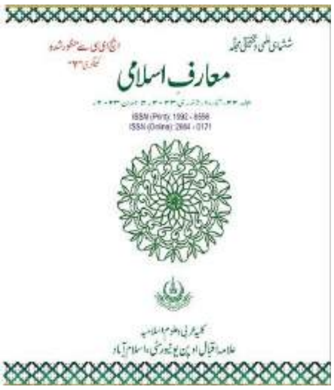

معارِفِ اِسلامی Ma’ārif-e-Islāmī

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.24 Issue: 01 (January – June 2025)
Date of Publication: 25-June 2025
HEC Category, **Y**: (2024-2025)

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	قانونِ وقف املاک علاقہ جات وفاقی دارالحکومت اسلام آباد 2020 کی دفعات کا تنقیدی مطالعہ *A critical study of the provisions of Islamabad Capital Territory Waqf Property Act 2020*
Authors & Affiliations	1. **Syed Hayatullah Agha** PhD Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi *hayatagha41@gmail.com* 2. **Dr. Muhammad Atif Aslam Rao** Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi *dratifrao@uok.edu.pk*
Dates	***Received*** 11-02-2025 ***Accepted*** 12-05-2025 ***Published*** 25-06-2025
Citation	Syed Hayatullah Agha & Dr. Muhammad Atif Aslam Rao, 2025. قانونِ وقف املاک علاقہ جات وفاقی دارالحکومت اسلام آباد 2020 کی دفعات کا تنقیدی مطالعہ [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 June 2025].
Copyright Information	قانونِ وقف املاک علاقہ جات وفاقی دارالحکومت اسلام آباد 2020 کی دفعات کا تنقیدی مطالعہ 2025@ by Syed Hayatullah Agha & Dr. Muhammad Atif Aslam Rao is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)
Islamic Research Index	HJRS HEC Journal Recognition System			Academic Resource Index ResearchBib	Religion Database	

قانونِ وقف املاک علاقہ جات وفاقی دارالحکومت اسلام آباد 2020 کی دفعات کا تنقیدی مطالعہ

A critical study of the provisions of Islamabad Capital Territory Waqf Property Act 2020

Abstract

Waqf is one of the basic rights that Shariah gives to a person in his unmovable possession. A Waqf is a voluntary, perpetual, irrevocable dedication of a portion of one's property. Its main conditions are non-transfer of ownership and use in the public interest. The main uniqueness or privilege of waqf practice lies in the concept of separation between the right of ownership and the right of use. Although the term has been voiced in the Shariah, this procedure was also practiced from ancient times and Islam kept with some limits and restrictions. To accomplish this in a legal way, the law related to waqf property in Islamabad Capital Territory Pakistan was formulated in 2020 at the request of the Financial Action Task Force. The article under review is actually a research based critical study of the ICT Waqf Property Act 2020. According to the constitution, all laws to be made in Pakistan must be in accordance with the Qur'an and Sunnah. The fact that some clauses in said act are opposing to Shariah standards emphasizes the need to review the flaws and make it according to Shariah Standards. The research concludes that although this act has many beneficial effects, some clauses are in conflict with the Shariah. In which, the clauses related to the ownership of waqf property, to the non-differentiation of waqf property and the benefits derived from it, to the appointment of the waqf administrator and his role and to the illegal occupants need to be reviewed. It is essential to eradicate the imperfections in this act so that it imitates to Shariah teachings and produces extensive effects.

Keywords: *Waqf, Shariah, Property, Ownership, Administrator, Possession.*

تمہید

وقف ان بنیادی حقوق میں سے ہے جو شریعت کسی شخص کو اس کی غیر منقولہ جائیداد میں دیتی ہے۔ کسی کا اپنی جائیداد کی منفعت کا رضاکارانہ اور دائمی طور پر مستحقین کے لیے بخش دینا وقف ہے۔[1] اس کی بنیادی شرائط ملکیت کی عدم منتقلی اور عوامی مفاد میں استعمال ہیں۔ فائنانشل ایکشن ٹاسک فورس نامی ادارہ کے مطالبہ پر حکومت نے "قانونِ وقف املاک علاقہ جات وفاقی دارالحکومت اسلام آباد 2020" کے نام سے قانون بنایا۔ زیرِ نظر مقالہ دراصل مذکورہ قانون پر مبنی تنقیدی مطالعہ ہے۔

آئینِ پاکستان میں شرعی قوانین کی حفاظت کی ضمانت

دستورِ پاکستان آرٹیکل 227 میں قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی ممانعت پائی جاتی ہے جس کا متن

درج ذیل ہے:

"All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in this part referred to as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to Injunctions."[2]

ترجمہ: تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں بیان کیے گئے اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جنہیں اس حصے میں اسلام کے احکام کہا جاتا ہے اور کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کیا جائے گا جو اسلامی احکام کے منافی ہو۔

اسی دستور کے آرٹیکل 203(د) کے ذریعے ایک الگ شرعی عدالت کو قائم کیا گیا جو کہ زیر عمل اور نئے قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لے گی جس کا متن ہے:

"The court may either of its own or on the petition of a citizen of Pakistan or Federal Government or Provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the Injunctions of Islam, as laid down in the Holy Quran and the Sunnah of Holy Prophet, hereinafter referred to as the Injunctions of Islam."[3]

ترجمہ: عدالت اپنی طرف سے یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے کر فیصلہ کر سکتی ہے کہ آیا کوئی قانون یا قانون کی شق قرآن وسنتِ رسول اللہ ﷺ میں بیان کیے گئے اسلامی احکام کے خلاف ہے یا نہیں، جن کو بعد میں اسلام کے احکام کہا جاتا ہے۔

ان تمہیدی سطور کے بعد اس قانون کی منتخب دفعات کا تنقیدی جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ تملیکِ وقف

قانون کی دفعہ نمبر 2 کی شق c میں "وقف کے مالک" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ شق کا متن ہے:

"Beneficial owner means a natural person who ultimately owns or controls a *waqf*, whether directly or indirectly or exercises effective control of that *waqf* through other means as prescribed."[4]

ترجمہ: "Beneficial owner" یا "منتفع مالک" سے مراد ایک حقیقی شخص ہے جو بالآخر موقوفہ جائیداد کا مالک ہوتا ہے یا جس کے پاس موقوفہ جائیداد کا بالواسطہ یا بلاواسطہ اختیار ہوتا ہے یا وہ تجویز کردہ دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اس وقف پر مؤثر اختیار رکھتا ہو۔

اس دفعہ میں فائدہ مند مالک کے ذیل میں جن الفاظ کا ذکر ہے ان میں "وقف کا مالک" ایسے الفاظ ہیں جو کہ وقف کے شرعی مفہوم سے متصادم ہے۔ ابن حجر نے وقف کی جو تعریف حدیثِ عمر سے اخذ کی ہے وہ یہ

ہے کہ وقف کی ہوئی چیز باقی رہے اور اس کی منفعت سے استفادہ کیا جائے۔[5]

کوئی چیز وقف کرنے کے بعد اس کی اصل برقرار رکھنے کے ساتھ اس کو بیچنا، تحفہ میں دینا یا اس میں وراثت کا جاری ہونا بھی شرعاً صحیح نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے ان کے وقف کے بارے میں فرمایا:

"فان النبیﷺوسلم قال لعمر فی وقفه لایباع اصلهاولایبتاع ولایوهب ولایورث۔"[6]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو ان کے وقف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وقف کی ہوئی چیز نہ بیچی جائے گی، نہ خریدی جائے گی، نہ تحفے میں دی جائے گی اور نہ وراثت میں ملے گی۔

امام ترمذی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر صحابہ و دیگر علماء کا عمل ہے۔ ہمیں متقدمین علماء کے درمیان کسی قسم کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔[7]

مذکورہ دفعہ کی شق کے مطابق کوئی شخص وقف کا مالک بن سکتا ہے حالانکہ وقف کی تعریف میں یہ بات واضح ہو گئی کہ شرعاً وقف چیز کے عین کا کوئی مالک نہیں بن سکتا۔ لہٰذا مذکورہ تصادم کی وجہ سے دفعہ کی ذکر دہ شق قابل ِ اتفاق نہیں ہے۔

2۔وقف آمدنی اور اس سے خریدی گئی جائیداد کی شرعی حیثیت

شرعاً وقف املاک میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک نفس موقوفہ چیز یعنی جس چیز کو وقف کیا گیا ہے دوسری وقف سے حاصل ہونے والی منفعت (مثلاً وقف مکان کا کرایہ) یا وقف کی منفعت سے خریدی گئی جائیداد، یہ دونوں الگ چیزیں ہیں جبکہ اس دفعہ کی شق نمبر 2 کی شق n کی وضاحت نمبر 3 اور 4 میں اس فرق کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے:

"Property of any kind acquired with the sale proceeds or in exchange of or from the income arising out of *waqf* property or from subscription raised for any purpose recognized by lslam as religious, pious or charitable, shall be deemed to be a *waqf* property."[8]

ترجمہ: کسی بھی قسم کی جائیداد جسے وقف املاک کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی، اس کے تبادلے سے یا وقف املاک سے ہونے والی آمدنی سے حاصل کیا گیا ہو یا ایسے عطیّات کے ذریعے حاصل کیا گیا ہو جنہیں جمع کرنے کے لیے ایسے مقاصد استعمال کیے گئے ہوں جنہیں اسلام میں مذہبی، نیک یا خیراتی مانا جاتا ہے، وقف املاک تصوّر کیا جائے گا۔

اس دفعہ میں عین وقف اور وقف کی ملکیت میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے ایک فنی اور علمی غلطی واقع ہوئی ہے اور یہی غلطی اس دفعہ کی شریعت سے متصادم ہونے کا سبب ہے۔ شریعت میں وقف کی ملکیتی رقم سے خریدی گئی جائیداد بذاتِ خود وقف نہیں ہے بلکہ یہ وقف کی ملکیت ہے۔ وقف اراضی سے حاصل ہونے والی آمدنی سے یہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وقف املاک کی آمدنی یا پیداوار عینِ وقف نہیں ہے کیوں کہ اگر یہ آمدنی یا پیداوار خود وقف ہوتی تو اس آمدنی کو مستحقین کی ملکیت میں دینا اور ان کے لیے استعمال کرنا جائز نہ ہوتا کیونکہ وقف املاک کی شرائط میں سے ہے کہ اس کے

عین کو محفوظ کر کے اس کی منفعت سے استفادہ کرنا ہوتا ہے۔اسی طرح مزارات پر رکھے گئے ڈبوں کے بارے میں اسی دفعہ کی شق n کی وضاحت نمبر 4 میں لکھا ہے:

> "The income from boxes placed at shrines and offering, subscriptions or articles of any kind, description or use presented to a shrine or to any person at the premises of a shrine shall be deemed to be a *waqf* property."[9]
>
> ترجمہ: مزارات پر رکھے گئے پیسوں کے لیے ڈبّوں کی آمدنی، نذرانے، عطیّات یا کسی بھی قسم یا استعمال کے چڑھاوے جنہیں کسی مزار میں یا مزار کی حدود میں موجود کسی شخص کو پیش کیا جائے، کو وقف املاک تصوّر کیا جائے گا۔

یہاں بھی قانون سازی میں غلط فہمی ہوئی ہے کیوں کہ وہاں جس شخص کو نذرانہ پیش کیا جاتا ہے اگر دینے والے نے مصرَف کی صراحت کردی تو صراحت کے مطابق شرعاً اس کا مصرف وہی ہوگا کیوں کہ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے "التصریح یفوق الدلالۃ"[10] (صراحت کو دلالت پر فوقیت حاصل ہے)اور اگر اس نے اس بات کی صراحت نہیں کی تو عرف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ رقوم مزارات کے لیے وقف شدہ زمین کی ملکیت شمار ہوگی جنہیں مزارات کی حفاظت اور مرمت جیسے کاموں میں خرچ کیا جائے گا یہی حکم مساجد اور تعلیمی اداروں وغیرہ میں رکھے گئے ڈبوں کا ہے کہ یہ رقم متعلقہ ادارہ کی ملکیت ہو کر اس کے مصالح میں خرچ کی جائے گی۔ لہذا یہ رقوم نفس وقف نہیں ہوں گی بلکہ وقف کی ملکیت ہوں گی جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

> "ان متولی المسجداذااشتری من غلة المسجد دارا او حانوتا فھذه الدار او ھذا الحانوت ھل تلتحق بالحوانیت الموقوفة علی المسجد؟ومعناه انه ھل تصیر وقفا؟اختلف المشائخ قال الصدر الشھید: المختار انه لاتلتحق ولکن تصیر مستغلا للمسجد۔"[11]
>
> ترجمہ: یہ کہ اگر مسجد کا متولی مسجد کی آمدنی سے کوئی گھر یا دکان خریدے تو کیا یہ گھر اور یہ دکان اُن دکانوں میں شامل ہوں گے جو مسجد پر وقف کی گئی ہیں؟اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا یہ وقف شمار ہوں گیں؟مشائخ کے درمیان اختلاف ہے۔ صدر شہید نے فرمایا: مختار قول یہ ہے کہ یہ (گھر یا دکان)موقوفہ دکانوں میں شامل نہیں ہوں گے، لیکن یہ مسجد کے لیے نفع بخش(آمدنی کا ذریعہ)بن جائیں گے۔

لہذا مذکورہ دفعہ میں وقف کی آمدن اور اس کی جائیداد کو عینِ وقف تصور کرنا شرعاً درست نہیں ہوا۔

3۔اوقاف کے منتظم اعلیٰ کی تقرری کا اختیار

واقف یا اس کے متولی کے ہوتے ہوئے یا ان کی اجازت کے بغیر شرعاً قاضی بھی اس وقف میں تصرف کا مجاز نہیں جب کہ اس قانون کی دفعہ نمبر 3 کی شق نمبر 1 میں حکومت نے اوقاف کے منتظم کی تقرری کا اختیار خود لیا ہے چنانچہ شق کی عبارت ہے:

“The chief commissioner, ICT shall appoint a Chief Administrator Auqaf for the lslamabad Capital Territory (lCT) and may by order, vest in him, the waqf properties situated in the territorial limits of ICT including all rights, assets, debts, liabilities and obligations relating thereto.”[12]

ترجمہ: چیف کمشنر (آئی سی ٹی) اسلام آباد دارالحکومت علاقہ جات کے لیےاوقاف کے منتظم اعلیٰ کا تقرر کرے گااور وہ حکم نامے کے ذریعے منتظم اعلیٰ کواسلام آباد کی علاقائی حدود میں واقع وقف املاک سے متعلق تمام اختیارات، اثاثہ جات، قرضہ جات، واجبات اور فرائض بھی حوالہ کر سکتا ہے۔

اس دفعہ پر تبصرہ کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ فقہی کتب میں وقف کے احکام میں جہاں قاضی کا ذکر ہے اس سے مراد حکومت کا وہ ادارہ ہے جس کو حاکمِ وقت نے اوقاف سے متعلق امور کی ذمہ داری دی ہو۔[13] جس کی مثال آج کے دور میں "محکمہ اوقاف و مذہبی امور" ہے۔ دو وجوہ سے اس دفعہ کے ساتھ اتفاق نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پہلی وجہ وقف املاک کے منتظم کی تقرری کی ہے۔ دوسری وجہ لفظ ''Vest'' کے استعمال کی ہے۔

پہلی وجہ کے تحقیقی مطالعہ سے قبل یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ وقف کے احکام مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف املاک کی دو قسمیں ہیں:

1۔ پہلی قسم ان اوقاف کی ہے جن کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے ان میں محکمہ کے سربراہ کی حیثیت متولی کی ہے نیز ناظم یا ڈپٹی ناظم کو صرف وزارتِ اوقاف کے ماتحت اوقاف سے متعلق اختیارات دیے جا سکتے ہیں۔ اس قسم کے اوقاف میں سربراہ کی ولایت شرعاً ولایتِ خاصہ ہو گی۔

2۔ دوسری قسم ان اوقاف کی ہے جن کا انتظام عام لوگوں کے پاس ہے جیسے مدارس اور عوامی مساجد اور مزارات وغیرہ ان میں حکومت اپنے طور پر اختیارات کا استعمال نہیں کر سکتی، جب تک ان اوقاف کا واقف یا متولی موجود ہو کیونکہ اس کے واقف یا متولی کو اس قسم کے اوقاف میں ولایتِ خاصہ حاصل ہوتی ہے جب کہ سرکار کے مجاز محکمہ (محکمہ مذہبی امور و اوقاف) کو اس قسم کے اوقاف میں ولایتِ عامہ حاصل ہوتی ہے جو کہ ولایتِ خاصہ کی نسبت کمزور ہے کیونکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ ولایت خاصہ کو ولایت عامہ پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے:

"الولاية الخاصة اقوى من الولاية العامة"[14]

ترجمہ: ولایت خاصہ کو ولایت عامہ پر فوقیت حاصل ہے۔

لہذا اس دوسری قسم کے اوقاف پر یہ دفعہ شرعاً صادق نہیں آتی ہے کیونکہ سرکاری اوقاف کے علاوہ عوامی اوقاف کے منتظم کے بارے میں کتبِ فقہ سے پتہ چلتا ہے کہ اوقاف کی حفاظت اور دیکھ بھال کی خاطر نگران یا منتظم کے تقرر کا حق سب سے پہلے خود واقف (وقف کرنے والے) کو ہے پھر اس کے وصی (متولی) کو ہے اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو پھر قاضی (مجاز محکمہ) کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی کو متولی بنا لے۔ نیز متولی کے بارے میں فقہاء کی تصریح ہے کہ جب تک واقف کے رشتہ دار موجود ہوں تب تک قاضی کو چاہیے کہ انہی میں سے کسی کو متولی (منتظم) بنائے کیونکہ اس سے

وقف کی حفاظت زیادہ متوقع ہے۔[15]

مذکورہ دفعہ کے ساتھ عدم اتفاق کی دوسری وجہ لغت کے لفظ ''Vest'' کا استعمال ہے۔ بلیک لاڈکشنری کے مطابق اس کا معنی "مالک" کے ہیں۔[16] جب کہ از روئے شرع موقوفہ چیز کا کوئی مالک نہیں بن سکتا جیسا کہ دفعہ نمبر 1 کے ذیل میں ذکر کیا گیا۔اس وجہ سے بھی یہ دفعہ قابل اتفاق نہیں ہے۔

بعض صورتوں میں قاضی (مجاز محکمہ) کا حق تولیت

وقف کے احکام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کچھ ایسی صورتیں ہیں جن میں قاضی (مجاز محکمہ) متولی کو معزول کر کے کسی اور کو متولی بنا سکتا ہے مثلاً:

1۔ جب عوامی اوقاف میں واقف یا اس کے متولی کی واضح خیانت ثابت ہو کیونکہ تولیت کے لیے پہلی شرط امانت داری ہے البتہ اگر بعد میں توبہ کر کے اپنی خیانت سے باز آگیا تو قاضی اسے واپس متولی بنا سکتا ہے۔فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسے متولی کی خیانت کو قابو کرنے کے لیے قاضی کسی اور کو بھی اس کے ساتھ رکھ سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں بھی خیانت کا ضرر ختم ہو جائے گا۔

2۔ واقف یا اس کا متولی اوقاف کے انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو جائے کیونکہ اس صورت میں اوقاف کی حفاظت جو کہ مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہوگی۔

3۔ واقف یا اس کے متولی کا فسق ظاہر ہو جائے (مثلاً شراب کا پینا) اگرچہ واقف نے ایسے شخص کو معزول کرنے سے منع کیا ہو کیونکہ علامہ رافعی فرماتے ہیں ایسا شخص تہمت زدہ ہو جاتا ہے۔

4۔ یا پھر متولی خود اوقاف کے انتظام سے مستعفی ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں قاضی کے پاس اختیار ہوگا کہ وہ کسی نیک شخص کو انتظام دے کر متولی مقرر کریں۔[17]

4۔ وقف املاک پر ناحق قبضہ کرنے والوں کی تعمیرات کا حکم

غیر قانونی قبضہ کرنے والے کی تعمیر شرعاً قابل ضبط نہیں ہے جب کہ اس دفعہ نمبر 10 کی شق نمبر 1 میں ناحق قبضہ کرنے والوں سے وقف کی جوزمینیں لی جائیں گی ان پر اگر کوئی عمارت یا فصل کھڑی ہو وہ بحق سرکار قابل ضبط ہوگی۔ شق کا متن ہے:

> "Any unauthorized person entering upon occupation of any immovable *waqf* property or using or occupying any such property to the use or occupation whereof by reason of any provisions of this Act or any rule made thereunder, he is not entitled or has ceased to be entitled may, after being provided a reasonable opportunity of showing cause against such action be summarily evicted from such *waqf* property by the administrator, with the use of such force as may be necessary and any crops raised in such property shall be liable to forfeiture and any building or other construction erected thereon shall also, if not removed

by such unauthorized person, after services on him of a notice by the administrator requiring him to remove such building or construction within a period of not less than thirty days of the service on him of such notice, be liable to summary removal after the expiry of the period specified in the notice."[18]

ترجمہ: کوئی بھی غیر مجاز شخص جو کہ غیر منقولہ وقف جائیداد پر قابض ہو یا اسے استعمال میں لائے یا وہ کسی ایسے وقف پر قابض ہو جائے جس کا اس قانون کی دفعات کی وجہ سے یا اس کے تحت بننے والے کسی قاعدہ کی وجہ سے مستحق نہ ہو یا اس کا حق کھو چکا ہو اسے اپنے اس فعل کے خلاف وجہ بیان کرنے کا مناسب موقع دیے جانے کے بعد اس وقف جائیداد سے ضروری قوت کا استعمال کرتے ہوئے بے دخل کر دیا جائے گا اور اس جائیداد میں جو فصل بھی بوئی گئی ہو گی وہ واجبِ ضبط ہو گی اور اس پر کھڑی کی گئی عمارت یا کوئی دیگر تعمیرات بھی واجبِ ضبط ہوں گی اگر اس عمارت کو منتظم کی جانب سے ایک نوٹس کے پیش کیے جانے کے بعد جس میں اس عمارت یا تعمیرات کو اس نوٹس کی فراہمی کی کم از کم تیس دن کی مدت میں ہٹانے کا تقاضا کیا جائے گا اس غیر مجاز شخص کی جانب سے نہ ہٹایا گیا تو یہ عمارت یا تعمیرات نوٹس کی مدت کے پورے ہونے کے بعد فی الفور ختم کر دی جائیں گی۔

یہ دفعہ بھی شرعی اصولوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل اعتراض ہے کیونکہ فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر قانونی قبضہ کرنے والے کی فصل یا عمارت کسی صورت قابل ضبط نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص وقف کی زمین پر غیر قانونی قبضہ کرتا ہے تو واقف، متولی یا پھر قاضی کے لیے لازم ہے کہ اس موقوفہ زمین کو غاصب سے چھڑا لے اور غاصب نے اس میں اگر کسی قسم کا تصرف کیا ہو تو دیکھا جائے گا کہ اس کا یہ تصرف مالِ متقوم (ایسی چیز جس کی شرعاً قیمت ہو) کی شکل میں ہے مثلاً قبضہ کرنے والے نے کوئی عمارت بنائی ہو یا فصل کھڑی کی ہو یا پھر وہ تصرف مالِ غیر متقوم (ایسی چیز جس کی شرعاً قیمت نہ ہو) کی شکل میں ہے مثلاً قبضہ کرنے والے نے زمین میں ہل چلایا یا پانی کے نالے کے لیے کھدائی کی یا پھر اس کی مٹی میں گوبر وغیرہ ملایا جو کہ مٹی کے ساتھ خلط ہوا۔ اس صورت (مال غیر متقوم) میں واقف یا متولی اس (قبضہ کرنے والے) سے وہ وقف زمین بغیر کسی عوض کے واپس لے گا۔ جب کہ مال متقوم کی صورت میں اگر اسے اکھاڑنے میں زمین کو نقصان نہ ہوتا ہو تو منتظم (متولی) قابض سے مطالبہ کرے گا کہ اس تصرف (عمارت یا فصل) کو اکھاڑ دو اور اگر اس کے اکھاڑنے سے زمین کو نقصان ہوتا ہو تو منتظم اس وقت قابض کے لیے اکھڑی ہوئی فصل یا عمارت کے ملبہ کی قیمت کا ضامن ہو گا۔ وقف زمین کی اگر کوئی آمدنی ہو تو اس سے ضمان ادا کرے ورنہ وقف زمین کو اجرت پر دے کر ضمان ادا کرے۔[19]

لہذا معلوم ہوا کہ کسی نے اگرچہ غیر قانونی طور پر وقف کی زمین پر قبضہ کر کے اس میں تعمیری کام کیا ہو مگر قاضی یا مجاز محکمہ کے لیے شرعاً جائز ہے کہ وقف کی زمین واپس لیتے وقت اس کی فصل یا عمارت کا عوض دے کر واپس لے۔

5۔عدالتِ عالیہ کے فیصلہ کا حتمی ہونا

وقف املاک قانون کی دفعہ 15 میں لکھا ہے کہ اوقاف کے حوالے سے اسلام آباد عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کا فیصلہ حتمی ہوگا:

> "If no appeal is preferred within thirty days, the decision of Islamabad High Court, or when there is an appeal, the decision in appeal shall be final."[20]

ترجمہ: اگر تیس ایام میں اپیل نہ کی گئی تو اسلام آباد عدالت عالیہ کا فیصلہ یا اگر اپیل کی گئی ہو تو اس پر کیا گیا فیصلہ حتمی ہوگا۔

اس دفعہ کے دو اجزاء ہیں:

جزء اول: اپیل دائر نہ کرنے کی صورت میں عدالتی فیصلہ ہے۔

جزء دوم: اپیل دائر کرنے کے بعد عدالتی فیصلہ ہے۔

دوم جزء دو وجوہ سے قابل اتفاق نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ یہ دفعہ اسلامی عدالتی نظام کے شرعی اصولوں سے متصادم ہے کیونکہ عدالتی نظام کو شریعتِ مطہرہ نے اس لیے رائج کیا ہے تاکہ ملک کے باشندوں کو انصاف اور عدل فراہم ہو۔ اس کے ذریعے ظالم کو ظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی دادرسی کی جائے اور حقوق کو ان کے مستحقین تک پہنچایا جائے۔ قرآنی آیات اور احادیث میں عدل وانصاف کی فضیلت اور اہمیت کو بڑے مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ لہذا مذکورہ جزء کو قابل عمل بنانے کی صورت میں مذکورہ مقصود حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس میں ایسا قانون رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے عوامی اوقاف کے بارے میں عدالتِ عالیہ کا فیصلہ جیسا بھی ہو وہ حتمی ہوگا اور اس کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ یہ عمل اسلامی عدالتی نظام کے اصولوں کے منافی ہے۔ عدل اور انصاف کے ساتھ فیصلے کے بارے میں آیاتِ قرآنی میں بڑی تاکید وارد ہوئی ہے:

"وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"[21]

ترجمہ: اور جب فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو عدل (وانصاف) کے ساتھ فیصلہ کرو۔

امام بخاری نے بھی غلطی پر مبنی فیصلے کے بارے میں دو ترجمۃ الباب قائم کیے ہیں۔ پہلے ترجمۃ الباب کا مفہوم ہے کہ حاکم یا قاضی اگر ظالمانہ فیصلہ کرے یا اہل علم کی متفقہ رائے کے خلاف چلا جائے تو وہ فیصلہ واپس کر دیا جائے گا۔[22]

دوسرے کا مفہوم ہے کہ اگر عالم یا حاکم غیر اختیاری طور پر کسی فیصلہ میں اجتہادی غلطی کرے جو حکمِ رسول ﷺ کے خلاف ہو تو وہ فیصلہ رد کر دیا جائے گا۔ آپ ﷺ کے فرمان کہ جس نے ایسا کام کیا جو ہمارے حکم کے خلاف ہو تو وہ قبول نہیں۔[23]

قانونی لحاظ سے بھی یہ دفعہ CCP(Code of Civil Procedure 1908) کے حکم نامہ نمبر 9 اور رول نمبر 13 سے متصادم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جس صورت میں کسی مدعا علیہ کے خلاف ایک فریقی حکم نامہ منظور کیا گیا ہو وہ اس عدالت میں درخواست دے سکتا ہے جس کے ذریعے حکم امتناعی کو ایک طرف رکھنے کے حکم کے لیے منظور کیا گیا تھا اور اگر مدعی علیہ عدالت کو اپنے دلائل سے مطمئن کرتا ہے کہ اطلاع نامہ کو درست طریقے سے بھیجا نہیں گیا تو

عدالت اس کے خلاف حکم نامے کو ایک طرف رکھ کر جو مناسب سمجھے حکم دے گی۔[24]

لہٰذا مذکورہ دفعہ میں شرعی اور قانونی دونوں لحاظ سے معلوم ہوا کہ جج کا ایسا فیصلہ جو قرآن وسنت یا اجماعِ فقہاء کے خلاف ہو یا فریقِ مخالف کا دعوی یا جوابِ دعوی کو سنا نہ گیا ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہے بلکہ فریقِ دوم اس پر نظر ثانی کی اپیل اسی عدالت میں یا عدالتِ بالا میں دائر کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس عوامی اوقاف کے منتظمین (واقف/متولی) حکومت کے ہر غیر شرعی اختیار کو چیلنج کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

6۔ وقف املاک کی فروخت کا حکومتی طریقہ کار

دفعہ نمبر 17 کی شق 1 میں وقف جائیداد کی فروخت یا دیگر تصرف کے بارے میں لکھا ہے:

"The Chief Commissioner, ICT may, where he is satisfied that circumstances exist, sell or otherwise dispose of any waqf property in order
(a) to secure maximum economic benefits out of such property and to avoid loss or damage to such property."[25]

ترجمہ: اسلام آباد کا چیف کمشنر جہاں اسے اطمینان ہو کہ حالات موجود ہیں کسی بھی وقف جائیداد کو فروخت یا اس میں دیگر تصرف کر سکتا ہے تاکہ

(a) اس جائیداد سے زیادہ سے زیادہ معاشی فوائد کا حصول ہو سکے اور اس جائیداد کو نقصان یا تلف ہونے سے بچا سکے۔

یہ دفعہ بھی دو وجوہات کی بناء پر قابل اتفاق نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ عوامی اوقاف میں واقف یا اس کے متولی کے ہوتے ہوئے اختیارات کے استعمال کے حوالے سے واقف یا اس کے متولی کے علاوہ کوئی اور مجاز نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق موقوفہ چیز کا تبادلہ کرنا یا اسے زیادہ منفعت کی خاطر فروخت کرنا مجاز ادارے کے لیے بھی مطلقاً از روئے شرع درست نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ شامی کے کلام کا حاصل ہے کہ وقف چیز کو کسی اور چیز سے تبدیل کرنے کی تین صورتیں ہیں:

1۔ ایک صورت یہ ہے کہ واقف اپنی ذات کے لیے یا غیر کے لیے یا اپنے لیے اور غیر (دونوں) کے لیے تبدیل کرنے کی شرط لگائے تو اس میں صحیح قول کے مطابق وقف کی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا جائز ہے۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ واقف تبدیل کرنے کی شرط نہ لگائے یا خاموش رہے لیکن وقف کی ہوئی چیز اس طرح ہو جائے کہ اس سے بالکل نفع حاصل نہ کیا جا سکتا ہو اور نہ اس کی آمدن سے موقوفہ چیز کی ضرورت پوری ہو سکتی ہو تو اصح قول کے مطابق کسی مصلحت کے پیش نظر قاضی (مجاز محکمہ) کی اجازت کے ساتھ درست ہے۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ واقف موقوفہ چیز کی تبدیلی کی شرط بھی نہ لگائے لیکن اس کی تبدیلی میں مجموعی طور پر نفع ہو اور اس کا بدل آمدن اور نفع کے اعتبار سے اس سے بہتر ہو تو علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اصح اور مختار قول کے مطابق ایسی صورت میں بھی موقوفہ چیز کو تبدیل کرنا درست نہیں ہے۔[26]

یہاں تیسری صورت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ موقوفہ چیز کی مناسب آمدن کے ہوتے ہوئے صرف زیادہ منفعت کی خاطر وقف کا تبادلہ جب واقف کے لیے جائز نہیں تو اس کے متولی کے لیے بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔البتہ اگر وہ وقف زمین بالکل قابل انتفاع نہ رہے یا اس کی آمدن وقف کے اخراجات سے کم ہو تو اس صورت میں بھی فقہی عبارات سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ واقف، متولی یا قاضی (مجاز محکمہ) اسے بیچ کر اسی جیسا مکان خریدے اور اس مکان کی حیثیت عینِ وقف کی ہوگی۔[27] لہذا جب سرکاری اوقاف میں حکومت کو محض زیادہ منفعت کی خاطر تبدیلی اور فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے تو عوامی اوقاف میں بطریقِ اولیٰ حکومت اس بات کی مجاز نہیں ہوگی۔

7۔تعزیر بالمال

اس دفعہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اس قانون کی دفعات کی خلاف ورزی کرے گا اسے پچیس ملین کا مالی جرمانہ کیا جائے گا:

> "Any person who fails to comply with any provision of this Ordinance for any other reason shall be penalized with an amount up to twenty-five million rupees."[28]

ترجمہ: ہر وہ شخص جو کسی دوسری وجہ سے اس قانون کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی کرے گا اس پر ڈھائی کروڑ روپیہ تک جرمانہ عائد کیا جائے گا۔

مالی جرمانہ کے حوالے سے تعزیری سزا کی دو اقسام کتب فقہ میں ذکر کی گئی ہیں۔پہلی قسم یہ کہ حاکم مجرم سے بطور سزا مال لے کر بیت المال میں جمع کرادے اس کو شریعت کی اصطلاح میں تعزیر بالمال کہا جاتا ہے۔اس صورت میں مالک اس مال کو واپس نہیں کیا جاتا ہے۔جب کہ دوسری قسم وہ ہے جس میں حاکم مجرم سے مال لے کر اس وقت تک اپنے قبضہ میں رکھ لیتا ہے جب تک مجرم اپنے جرم سے باز نہیں آتا ہے اور جب مجرم اپنے جرم سے باز آجاتا ہے تو حاکم یا قاضی وہ مال اسے واپس کر دیتا ہے اس کو شریعت کی اصطلاح میں تعزیر باخذ المال یا بحبس المال کہا جاتا ہے اور یہ بلا اختلاف جائز ہے۔[29]

البتہ پہلی صورت اسلام کے ابتدائی دور میں اگرچہ جائز تھی مگر پھر منسوخ ہوگئی جیسا کہ امام طحاوی نے لکھا ہے:

"التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ۔"[30]

ترجمہ: مال کے ذریعے سزا دینا اسلام کی ابتدائی دور میں تھا بعد میں منسوخ ہوگیا۔

ریاست کے نمائندے عوام اور ملک کے لیے امن وامان اور انہیں عدل وانصاف دلانے کے ضامن ہوتے ہیں۔ریاست کے وہ سارے قوانین اور اصول جو قرآن اور سنت سے متصادم نہ ہوں عوام کے لیے ان کی اتباع کرنا شرعاً لازم ہے اور عدمِ اتباع کی صورت میں قانون (عدالت) صوابدیدی اور شرعی احکام سے غیر متصادم تعزیری سزا کا مجاز ہے۔

قانون وقف املاک 2020 میں ایسی دفعات بھی ہیں جو وقف کے شرعی قوانین سے متصادم ہیں جن کی وجہ سے اگر کوئی عوامی وقف ادارہ ان میں سے ایسی دفعات کی اتباع نہیں کرتا تو وہ سزا کا مستحق ہی نہیں ٹھہرتا چہ جائیکہ اسے مالی جرمانہ یا قید کی سزا کا مستحق قرار دیا جائے۔اس کے علاوہ اس دفعہ کے مطابق قانون کی دفعات کی اتباع نہ کرنے والوں کے لیے جو مالی جرمانہ عائد کیا گیا ہے، یہ اقدام بذاتِ خود شرعاً درست نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ دفعہ بھی قابل اتفاق نہیں

ہے۔البتہ محکمہ اوقاف کے تحت کام کرنے والے اوقاف کے منتظمین کے حوالے سے اگر ایسی شکایات ہوں جن کا ازالہ مالی جرمانہ کے علاوہ کسی اور طریقے سے مؤثر نہ ہو تو وہاں متاخرین فقہاء کے نزدیک امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرتے ہوئے مالی جرمانہ کی پہلی صورت کی گنجائش موجود ہے۔[31]

نتائج بحث

مذکورہ تحقیق سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. اس قانون میں ایسی دفعات کا وجود ہے جو شرعی قوانین کے ساتھ ساتھ آئینِ پاکستان سے بھی متصادم ہیں۔
2. واقف یا اس کے متولی کی موجودگی میں کسی اور کو حق تولیت حاصل نہیں ہے۔
3. شرعاً اوقاف کا کوئی مالک نہیں بنتا ہے۔
4. وقف آمدنی سے خریدی گئی چیزیں یا جائیداد وقف نہیں ہوتی بلکہ وقف کی ملکیت ہوتی ہے۔
5. عوامی اوقاف میں سرکار کے مجاز محکمہ کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے جو کہ واقف یا متولی کی ولایت خاصہ سے قوت میں کم ہوتی ہے۔
6. وقف زمین پر غیر قانونی قبضہ کرنے والوں کی عمارت اور فصل کی قیمت شرعی طریقے سے دی جائی گی۔
7. مالی جرمانہ شرعاً درست نہیں ہے۔

تجاویز و سفارشات

مذکورہ تحقیق کی روشنی میں درج ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. قانونِ وقف املاک کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ایکٹ میں شریعت سے متصادم دفعات موجود ہیں جن کے بارے میں تجربہ کار مفتیان کرام سے شرعی رائے طلب کی جائے۔
2. اس قانون میں شریعت کے موافق جو دفعات ہیں ان کا بھی فقہی عبارات کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ ہونا چاہیے۔
3. آئین و قانون کے ماہرین کی رائے سے بھی استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔
4. تعزیری سزاوں میں حکومت کو چاہیے کہ شرعی حدود کی پاسداری کریں۔
5. دینی مسائل سے متعلق قوانین سازی میں اسلامی نظریاتی کونسل سے مشاورت کو یقینی بنایا جائے۔

References

[1]الوقوف جمع وقف يقال منه وقفت وقفاولايقال أوقفت إلافي شاذ اللغة ويقال حبست وأحبست وبه جاءالحديث [إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها] والوقف مستحب ومعناه تحبيس الأصل وتسبيل الثمرة،المقدسی،عبداللہ ابن قدامہ،المغنی مع الشرح الكبير،دارالفكر،بیروت،1405ھ،ج6ص206

[2]The Constitution of Islamic Republic Pakistan (As modified upto the 31st May 2018) National Assembly of Pakistan, P 135

[3]The Constitution of Islamic Republic Pakistan, P 113
[4]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020,Provision:2(c) P 560

[5]العسقلانی،أحمدبن علي بن حجر،**فتح الباری**،دارالمعرفة،بیروت،1379ھ،ج5ص403

[6]البخاری،محمدبن اسماعیل،**الجامع الصحیح**،مکتبہ الطاف اینڈ سنز،کراچی،2008ء،ج2ص739،ح:2737

[7]الترمذی،محمدبن عیسی،**جامع الترمذی**،دارالغرب الإسلامي،بیروت،1998ء،ج3ص53

[8]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020,Provision:2:n:3,P 561
[9]Ibid.Provision:2,n,4,p,561

[10]الزحیلی،محمدمصطفی،**القواعدالفقهیةوتطبیقاتهافی المذاهب الاربعة**،دارالفکر،دمشق،2006ء،ج1ص157

[11]الشیخ نظام الدین وجماعة من علماءالهند،**الفتاوی الهندیة**،دارالفکر،بیروت،1310ھ،ج2ص417

[12]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020,Provision:3(1),P 562

[13]خلیل احمد اعظمی،**اسلام کانظام اوقاف**،ادارہ اسلامیات،کراچی،2010ء،ص44

[14]ابن نجیم،زین الدین ابن ابراہیم،**الاشباہ والنظائر**،دارالکتب العلمیة،بیروت،1999ء،ص198

[15]ابن عابدین،محمدامین،**ردالمحتار**،دارعالم الکتب،ریاض،2003ء ج 6ص637

[16]Black's Law Dictionary, 9th ed, WEST PUBLISHING CO.2004, P 1699

[17]ابن نجیم،**البحرالرائق**،دارالکتب العلمیة،بیروت،1997ء،ج5ص392

[18] The Gazette of Pakistan, Act No:29 of 2020,Provision:10,P 564

[19]ابن نجیم،**البحرالرائق**،ج5ص405

[20]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020,Provision:15,P 566

[21]القرآن58:4

[22]البخاری،**الجامع الصحیح**،ج2ص2013

[23]ایضاً،ج2ص2058

[24]The Code of Civil Procedure, 1908, Order:9, Rule:13, P 124, Last Amended: 01-12-2016
[25]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020,Provision:17(1),P 566

[26]ابن عابدین،محمدامین،**ردالمحتار**،ج6ص583

[27]ایضاً،ج6ص573

[28]The Gazette of Pakistan, Act No 29 of 2020 ,Provision :26,P 570

[29]ابن نجیم،**البحرالرائق**،ج5ص68

[30]الطحاوی،أحمدبن محمد،**شرح معاني الآثار**،دارعالم الکتب، ریاض،1994ء،ج3ص145

[31]الطرابلسی،علی ابن خلیل،**معین الاحکام**،دارالتقوی للنشر والتوزیع،دمشق،2020ء،ص231